

## از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:- 11 مارچ 1954.

وی ایم سید محمد اور کمپنی

بنام

دی سٹیٹ آف آندھرا.

(منسلک اپیل کے ساتھ)

[مہر چند مہاجن چیف جیسٹس، مکھرجی، ایس آر داس، ویوین بوس اور غلام حسن جسٹسز.]

ہندوستان کا آئین، آرٹیکل 14- گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935، ساتویں شیڈول کی فہرست II میں اندراج 48- مدراس۔ جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ (1939 سال IX)۔ کیا یہ آئین یا حکومت ہند ایکٹ، 1935 سے بالاتر ہے۔ قاعدہ 16(5)، ایکٹ کے تحت وضع کیا گیا ہے۔ کیا یہ دفعہ 5(vi) سے بالاتر ہے۔

حکم ہوا کہ، مدراس جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ (1939 سال IX) گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 کے دائرہ اختیار سے باہر نہیں ہے کیونکہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، 1935 کے ساتویں شیڈول کی فہرست II میں اندراج 48 تا وسیع تھا کہ سامان کے خریدار کے ساتھ ساتھ بیچنے والے پر بھی ٹیکس عائد کرنے والے قانون کا احاطہ کرتا ہے۔

حکم ہوا کہ، چونکہ اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا کہ دیگر اشیاء کے خریدار موجودہ معاملے میں پوسٹ اور کھالوں کے خریداروں کی طرح واقع تھے، اس لیے یہ ایکٹ آئین کے آرٹیکل 14 کے تحت اس بنیاد پر کالعدم نہیں تھا کہ اعتراض شدہ ایکٹ صرف کچھ مخصوص اشیاء کے خریداروں پر ٹیکس لگانے کے لیے ہے لیکن دیگر اشیاء کے خریداروں کو چھوڑ دیتا ہے۔

آرٹیکل 14 قانون سازی کے مقاصد کے لیے درجہ بندی کی ممانعت نہیں کرتا بشرطیہ کہ اس طرح کی درجہ بندی کچھ تفریق پر مبنی ہو جس کا زیر بحث قانون کے مقصد اور ارادہ سے معقول تعلق ہو۔

ایکٹ کے تحت وضع کردہ قاعدہ 16 (5) ایکٹ کی دفعہ 5 (vi) کی دفعات کی خلاف ورزی کرتا ہے لیکن یہ ذیلی قاعدہ الگ کرنے کے قابل ہے اور ان قواعد کی صداقت کو متاثر نہیں کرتا جو بصورت دیگر ایکٹ کے دائرے میں آسکتے ہیں۔

چرنجیت لال چودھری بمقابلہ یونین آف انڈیا [1950] ایس سی آر 869 پر انحصار کیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار:- دیوانی اپیل نمبری 187 اور 188 سال 1953۔

مدراس میں ہائی کورٹ آف جوڈیکلچر کے 29 اگست 1952 کے ججمنٹ اور آرڈر سے آئین ہند کے آرٹیکل 132 کے تحت 1952 کی 21 اور 41 نمبری کی تحریری درخواستوں میں اپیل۔

اپیل کنندہ کے لیے کے وی وینکٹا سہرا نیا آئیر (اے این رنگا سوامی اور ایم ایس کے آئی نگر، ان کے ساتھ)۔

مدعا علیہ کے لیے ایم شیشا چلیپتی۔

وی کے ٹی چاری، مدراس کے ایڈوکیٹ جنرل (وی وی راگھون، ان کے ساتھ) مداخلت کرنے والے (ریاست مدراس) کی طرف سے۔

مداخلت کرنے والے ٹی آر بالکرشنا ایئر اور سردار بہادر (ریاست ٹراوانکور۔

کوچن)۔

نٹور سری نواساراؤ، میسور کے ایڈوکیٹ جنرل (پورس اے مہتا، ان کے ساتھ) مداخلت کرنے والے (ریاست میسور) کے لیے۔

لال نارائن سنہا (بی کے پی سنہا، ان کے ساتھ) مداخلت کے لیے (ریاست بہار)

11 مارچ 1954. عدالت کا فیصلہ جسٹس داس کے ذریعے دیا گیا

جسٹس داس - یہ دو اپیلیں مدراس جنرل سیلز ٹیکس ایکٹ (1939 سال IX) اور اس ایکٹ کے تحت بنائے گئے ٹرن اور اور تشخیص قاعدے کے جواز پر سوال اٹھاتے ہوئے آرٹیکل 226 کے تحت مدراس میں ہائی کورٹ آف جوڈیکچر میں دائر نمبری 21 اور 41 سال 1952 کی تحریری درخواستوں سے پیدا ہوتی ہیں۔

درخواست گزار مغربی گوداوری ضلع کے ایلورو میں کاروبار کرنے والے ٹیزر ہیں، جو اب نئی تشکیل شدہ ریاست آندھرا کا حصہ ہے۔ وہ غیر ٹینڈ پوسٹ اور کھالیں بڑی مقدار میں خریدتے ہیں اور انہیں اپنے چمڑے کے کارخانوں میں ٹینڈ کرنے کے بعد وہ ٹینڈ پوسٹ اور کھالیں برآمد کرتے ہیں یا مقامی خریداروں کو فروخت کرتے ہیں۔ ہائی کورٹ میں اپیل گزاروں نے مندرجہ ذیل بنیادوں پر ایکٹ اور قواعد پر اعتراض کیا:۔

(a) صوبائی مقننہ کو حکومت ہند ایکٹ 1935 کے تحت خریداروں پر ٹیکس عائد کرنے والا قانون بنانے کا کوئی اختیار نہیں تھا؛

(b) فروخت پر ٹیکس ادا کرنے کی ذمہ داری خریدار پر قانون کے ذریعے نہیں بلکہ قواعد کے ذریعے عائد کی جاتی ہے۔ یہ مقننہ کی طرف سے ایگزیکٹو کو اپنے افعال کا ایک غیر آئینی وفد ہے اور اس کے مطابق ٹیکس کا نفاذ غیر قانونی ہے؛

(c) یہ ایکٹ آئین کے آرٹیکل 14 کے تحت کالعدم ہو گیا ہے، کیونکہ یہ کچھ تجارتوں میں ٹیکس خریداروں کے لیے مخصوص ہے اور اس لیے امتیازی ہے؛ اور

(d) ایکٹ کے تحت بنائے گئے قواعد ایکٹ کے مرکزی حصے میں نافذ کردہ دفعات سے مطابقت نہیں رکھتے اور کالعدم ہیں۔

ہائی کورٹ نے مذکورہ بالا میں سے ہر ایک بنیاد کو خارج کر دیا سوائے آئٹم (d) کے تحت۔ اس نے قرار دیا کہ قاعدہ 16(5) اس لحاظ سے غیر موثر تھا کہ اس نے ایکٹ کی دفعہ 5(vi) کے خلاف کارروائی کی اور ان کی درخواستوں کو مسترد کر دیا۔ لہذا ہائی کورٹ کی طرف سے دیے گئے سرٹیفکیٹ کے تحت اپیل گزاروں کی طرف سے موجودہ اپیلیں کہ یہ اس عدالت میں اپیل کے لیے موزوں معاملہ تھا۔

ان اپیلوں کی حمایت میں پیش ہونے والے فاضل وکیل نے آئٹم (b) کے تحت اعتراض پر زور نہیں دیا ہے بلکہ اعتراض کی بقیہ بنیادوں پر اصرار کیا ہے۔ ہماری رائے میں ان بنیادوں پر ہائی کورٹ کے فیصلے کافی حد تک اچھی طرح سے مبنی اور درست ہیں۔ قانون سازی کی اہلیت کے سوال پر، ماہر وکیل نے ہندوستان کے آئین کے ساتویں شیڈول کی فہرست دوم میں اندراج 54 کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی اور دلیل دی کہ یہ اندراج واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کے ساتویں شیڈول کی فہرست II میں اندراج 48، جس کے تحت متنازعہ ایکٹ منظور کیا گیا تھا، اس کے دائرہ کار میں بہت تنگ تھا اور اسے سامان کی خریداری پر ٹیکس کے حوالے سے قانون بنانے کے مجاز کے طور پر نہیں پڑھا جاسکتا تھا۔ یہ دلیل ہمیں غلط معلوم ہوتی ہے، کیونکہ آئین ساز اسمبلی کا ارادہ جیسا کہ آئین کے ساتویں شیڈول کی فہرست II میں اندراج 54 میں ظاہر کیا گیا ہے، حکومت ہند ایکٹ، 1935 کے ساتویں شیڈول کی فہرست II میں اندراج 48 کو نافذ کرنے میں بالکل مختلف ادارے، یعنی برطانوی پارلیمنٹ کے ارادے کا پتہ لگانے کے لیے رہنما نہیں ہو سکتا۔ مزید برآں، ہم ہائی کورٹ سے اتفاق کرتے ہیں کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے ساتویں شیڈول کی فہرست II میں اندراج 48، ایک مناسب تعمیر پر، سامان کے خریدار پر بھی ٹیکس عائد کرنے والے قانون کا احاطہ کرنے کے لیے کافی وسیع تھا اور یہ کہ آئین کی ساتویں شیڈول میں فہرست II کے اندراج 54 میں آئین ساز اسمبلی نے متعلقہ اندراج 48

کی اس آزادانہ تعمیر کو قبول کیا اور اس سے زیادہ واضح زبان میں اظہار کیا کہ اس متعلقہ اندراج میں کیا مضمّن تھا۔

فاضل وکیل کی طرف سے زور دیا گیا اگلا نقطہ آئین کے آرٹیکل 14 پر مبنی تھا۔ اپیل گزاروں کی شکایت یہ ہے کہ اعتراض شدہ قانون صرف مخصوص اشیا کے خریداروں پر ٹیکس لگانے کے لیے ہے لیکن دیگر تمام اشیا کے خریداروں کو چھوڑ دیتا ہے۔ آئین کی مساوی تحفظ کی شق کے بنیادی اصول کو چرنجیت لال چودھری بمقابلہ یونین آف انڈیا<sup>(1)</sup> اور اس کے بعد کے کئی معاملات میں نمٹا اور سمجھایا گیا ہے اور اس کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اچھی طرح سے طے شدہ ہے کہ قوانین کے مساوی تحفظ کی ضمانت کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک ہی قانون کو تمام افراد پر لاگو کیا جائے۔ آرٹیکل 14، یہ کہا گیا ہے، قانون سازی کے مقاصد کے لیے درجہ بندی کی ممانعت نہیں کرتا، بشرطیکہ اس طرح کی درجہ بندی کسی تفریق پر مبنی ہو جس کا زیر بحث قانون کے مقصد اور مقصد سے معقول تعلق ہو۔ جیسا کہ چرنجیت لال چودھری کے کیس کا فیصلہ کرنے والی بنچ کی اکثریت نے نشانہ ہی کی ہے، قانون سازی کے جواز کے حق میں ایک مضبوط مفروضہ ہے۔ درجہ بندی اور یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو اسے غیر آئینی کے طور پر چیلنج کرتے ہیں کہ وہ الزام لگائیں اور کسی شک سے بالاتر ثابت کریں کہ قانون سازی من مانی طور پر مختلف افراد کے درمیان امتیازی سلوک کرتی ہے۔ ہمارے سامنے ریکارڈ پر ایسا کوئی مواد موجود نہیں ہے جو یہ بتائے کہ دیگر اشیا کے خریدار اسی طرح واقع ہیں جیسے کھال اور کھال کے خریدار۔ چرنجیت لال چودھری کے معاملے<sup>(1)</sup> میں اکثریت کا فیصلہ واضح طور پر ہمارے سامنے موجود مقدمے پر لاگو ہوتا ہے اور اس موقف سے باز نہیں آسکتا کہ ہمارے سامنے اپیل گزاروں نے اس ثبوت کا بوجھ نہیں اٹھایا ہے جو اکثریت کے فیصلے کے مطابق ان پر تھا۔

آخر میں، فاضل وکیل زور دیتا ہے کہ قاعدہ 16(5) واضح طور پر ایکٹ کی دفعہ

5 (vi) کی دفعات کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اس ذیلی قاعدے کو ہائی کورٹ نے دیرہ اختیار سے باہر قرار دیا ہے اور درحقیقت، مدراس کے ماہر ایڈووکیٹ جنرل نے ہائی کورٹ میں، جیسا

کہ ہم سے پہلے تھا، اس بات پر اختلاف نہیں کیا کہ قاعدہ 16(5) دفعہ 5(vi) کے منافی تھا۔ تاہم یہ ذیلی قاعدہ صرف غیر لائسنس یافتہ ڈیلروں کو متاثر کرتا ہے اور اپیل کنندگان جو تسلیم شدہ طور پر لائسنس یافتہ ڈیلر ہیں اس ذیلی قاعدے سے متاثر نہیں ہوتے ہیں۔ مزید برآں، ہمارے سامنے یہ تجویز نہیں کی گئی ہے کہ اپیل گزاروں کو کبھی بھی پوسٹ یا کھالیں خریدنے پر کوئی ٹیکس ادا کرنے کے لیے کہا گیا تھا جس کے سلسلے میں ٹیکس پہلے کسی خریدار نے ادا کیا تھا۔ یہ ذیلی قاعدہ واضح طور پر الگ کرنے کے قابل ہے اور ان قواعد کی صداقت کو متاثر نہیں کر سکتا جو بصورت دیگر ایکٹ کے دائرے میں ہو سکتے ہیں۔ قوانین میں کسی اور کمزوری کی طرف ہماری توجہ نہیں مبذول کرائی گئی ہے۔

لہذا مقدمہ تمہید کو مد نظر رکھ کر اپیلوں میں کوئی دم نہ ہونے کی وجہ سے ان کو اخراجات کے ساتھ مسترد کیا جاتا ہے۔

اپیلیں مسترد کر دی گئیں۔